

ایک دیوانی لڑکی کی سچی کہانی



اثر: ندا وارث

<https://primeurdunovels.com/>

ایک دیوانی لڑکی کی سچی کہانی

ندا وارث

اس کے گھر والے اسے دیوانی کہتے تھے۔
وہ واقعی دیوانی تھی۔۔۔۔۔ مدینے کی دیوانی
اسے بچپن سے ہی مدینے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شہر دیکھنے کی تمنا تھی۔
اس کی خواہش تھی کہ وہ مسجد نبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں ایک بار صفائی کی سعادت حاصل کرتی۔
گھر میں وہ جب بھی جھاڑو دیتی اس کے تصور میں مدینے کی گلیاں آجاتی تھیں۔
کبھی وہ کعبہ کے صحن میں بیٹھی ہوتی تھی تو کبھی گنبد خضریٰ کے سامنے۔۔۔
اس کو یہ لگن یہ تڑپ بچپن سے ہی عطا ہو گئی تھی۔
یہ تڑپ بھی ایک سعادت ہے جس کو نصیب ہو جائے وہ خوش نصیبوں میں آجاتا ہے۔
یہ ایسی تڑپ ہے جس میں سکون ہی سکون ہے۔۔۔۔۔

اسی لیے چھ سات سال کی عمر سے ہی اس نے اپنا جیب خرچ ایک ٹین میں جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔
گھر والوں کی طرف سے اسے جو پیسہ بھی ملتا۔۔۔۔۔ وہ اسے ٹین میں ڈال دیتی۔
وہ ایک متوسط گھرانے سے تھی۔

اس لیے جیب خرچ کچھ خاص نہیں ملتا تھا۔
نور نام تھا اس کا۔۔۔۔۔

نور کے گھر والوں کو ایک چھ ماہ بعد پتہ چلا۔۔۔۔۔ کہہ
وہ عمرے کے لیے پیسے جمع کر رہی ہے۔
اس نے یہ بات کسی کو نہیں بتائی تھی۔

ایک دن وہ اپنے جمع کیے پیسوں کو گن رہی تھی تو اس کی امی نے دیکھ لیا۔
بچی کے ہاتھ میں اتنے پیسے دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔

یہ پیسے کہاں سے لیے تم نے۔۔۔۔۔ نور کی والدہ نے اس کے ہاتھ سے پیسے چھینتے ہوئے سختی سے
پوچھا۔

نور کو اپنی چھ ماہ کی محنت پہ پانی پھر تا نظر آیا۔

امی۔۔۔۔۔ یہ مدینہ کے ہیں۔۔۔۔۔ یہ نہ لیں آپ۔۔
نور نے اپنی والدہ سے التجا کی۔

مدینے کے ہیں۔۔۔؟؟؟ نور کی والدہ کو کچھ سمجھ نہ آیا۔

یہ کس نے دیے تمہیں۔؟؟؟ چوری تو نہیں کی۔؟؟؟ اس کی والدہ نے نور کے قریب بیٹھتے ہوئے اس بار زرا نرمی سے پوچھا۔

نہیں امی۔۔۔۔۔ یہ میں نے جمع کیے ہیں۔۔۔

نور نے فخر سے کہا۔

اس کے لہجے میں اب خوشی جھلک رہی تھی۔

نور نے اپنی والدہ کو ساری بات سمجھادی۔

ساری بات جان کر اس کی والدہ حیران رہ گئی۔

اسے فخر ہوا۔۔۔ کہہ

اس نے نور جیسی بیٹی کو جہنم دیا ہے۔

اتنی چھوٹی عمر میں اتنی تڑپ؟ اتنی لگن کہ ملنے والے چند روپے بھی جمع کرنے شروع کر دیے۔

بچوں کو کھانے پینے کالا لچ ہوتا ہے۔۔۔ مگر

اس کو مدینہ دیکھنے کالا لچ تھا۔

لا لچ بری بلا ہے۔۔۔ مگر

ایسا لا لچ سعادت ہوتا ہے۔

نور کی والدہ نے اسے اپنے سینے سے لگایا اور دل سے دعا دی۔

بڑی تیرے نصیب میں ہمیشہ مدینہ ہو۔

وقت گزرتا رہا نور کی عمر کے ساتھ ساتھ اس کی جمع پونجی بھی بڑھتی رہی۔
بہت کچھ بدل گیا۔ مگر

نور کا شوق نہ بدلا۔ اس کی تڑپ اور محبت نہ بدلی۔
اس کا آج بھی وہی معمول تھا۔
گھر سے جو بھی ملتا ٹین میں ڈال دیتی۔
اس کے گھر والے بھی کبھی کبھار اس ڈبے میں کچھ نہ کچھ ڈال دیتے تھے۔
نور کو منزل قریب آتی نظر آرہی تھی۔

یہ دو ہزار پانچ کی بات ہے۔۔۔۔۔
ایک رات نور نے ٹین سے وہ سارے پیسے نکال کر گئے تو خوشی سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
بے اختیار اس نے نوٹوں کو چوم لیا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

وہ اتنے ہو گئے تھے کہ
نور آسانی سے عمرہ کر سکتی تھی۔
وہ خود کو مکہ مدینے کی گلیوں میں چلتا پھرتا دیکھ رہی تھی۔

اس کی آنکھوں کے سامنے بیت اللہ اور سبز گنبد آنے لگے۔
اس نے اپنے ابو سے بات کی اور ان کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہہ
کسی بھی طرح کچھ پیسے بچا کر وہ اس کے ساتھ عمرہ کرنے چلیں۔
اس کے والد نے نور سے وعدہ کیا کہ وہ دو چار ماہ تک بندوبست کر لینگے۔
نور کے لیے یہ دو چار ماہ دو چار صدیاں بن گئے۔
اس نے اپنا پاسپورٹ بنوایا تھا۔
تین ماہ گزر گئے تھے۔
نور کے والد نے ساری تیاریاں مکمل کر لی تھیں۔
عین ممکن تھا پندرہ بیس دنوں تک باپ بیٹی عمرہ کے لیے روانہ ہو جاتے۔۔۔ مگر
قسمت کو شاید یہ منظور نہیں تھا۔
اللہ جل جلالہ نے غفلت میں سوئے ہوئے ہم خطاکار انسانوں کو جگانے کے لیے زمین کو ہلادیا۔
دو ہزار پانچ میں آنے والے زلزلے نے ہر طرف تباہی مچادی۔
جس میں کشمیر کے کئی گاؤں شہروں کا تو نام و نشان ہی مٹ گیا۔
لوگ بے یار و مددگار ہو گئے۔
نہ رہنے کو چھت رہی نہ کھانے کو کوئی سامان۔۔۔
بے شمار لوگ اپنوں سے بچھڑ گئے۔
امدادی کاروائیاں شروع ہو گئیں جس میں حکومت اور عوام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

پورے پاکستان سے لوگ اپنے ہم وطنوں کے دکھ کا مدا کرنے اڈ پڑے۔
کھانے پینے کے سامان سمیت پہننے اوڑھنے کو جو بھی میسر ہوا لیکر پہنچے۔

نور کو بھی اس حادثے کا علم ہوا تو اپنے ہم وطنوں کے دکھ پر وہ رو پڑی۔
مدینے اور مدینے والے کی دیوانی ہو اور درد دل نہ ہو۔؟؟؟ یہ کیسے ہو سکتا تھا۔؟؟؟
نور نے اپنی تمام جمع پونجی زلزلہ زدگان کو عطیہ کر دی۔
اس نے کہا تھا۔۔۔۔۔ کہہ

اس وقت ان پیسوں کی میرے لوگوں کو زیادہ ضرورت ہے عمرہ میں پھر کر لوں گی۔
میرے ارد گرد لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور میں عمرہ کرنے چلی جاؤں تو بروز قیامت کہیں مجھ سے
مدینے والے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ کہہ دیا۔۔۔ کہہ

میری امت کھانے پانی کو ترس رہی تھی تو تم نے کیا کیا۔؟؟؟ تو میرے پاس کیا جواب ہو گا۔؟؟؟
ٹھیک چھ ماہ بعد نور کا رشتہ آگیا۔

لڑکا سعودیہ میں اپنا بزنس کرتا تھا۔

چھان پھٹک کے بعد ہاں کر دی گئی۔

لڑکے والے ایک ماہ بعد نکاح مانگ رہے تھے۔

نور کے گھر والوں کی اگرچہ کوئی خاص تیاری نہیں تھی مگر انہوں نے انکار نہیں کیا اور ایک ماہ بعد
دن مقرر کر دیا۔

شادی ہوگئی نور دلہن بن کر اپنے سسرال چلی گئی۔

شادی کے پندرہ دن بعد لڑکا واپس سعودیہ چلا گیا۔

اس نے نور سے کہا تھا۔ کہہ

وہ اسے جلد اپنے پاس بلا لے گا۔ اور

دوماہ بعد نور سعودیہ جانے کے لیے جہاز میں بیٹھی تھی۔

یہ پاکستان سے ڈائریکٹ مدینہ کی فلائٹ تھی۔

نور کا شوہر مستقل مدینہ میں ہی رہتا تھا۔۔۔

وہیں اس کا کاروبار تھا۔

ایئرپورٹ پہ نور کا شوہر اس کا انتظار کر رہا تھا۔

نور نم آنکھوں سے مدینہ کی پاک زمین پر کھڑی سوچ رہی تھی کہ کہیں یہ خواب تو نہیں۔؟؟؟

وہ جو مدینہ کو دیکھنے کی منتظر تھی۔

اسے مدینہ کا مکین بنادیا گیا تھا۔

اپنی قسمت پر رشک کرتی وہ گاڑی میں بیٹھی اور گھر جانے کی بجائے سیدھی مسجد نبوی ﷺ میں گئی۔

مسجد نبوی ﷺ پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھوں سے اشکوں کا سمندر بہہ نکلا۔

اس نے اپنے جوتے گاڑی میں ہی چھوڑ دیے اور گنبد خضریٰ کے سامنے جا پہنچی۔

نور کے اس وقت کیا جذبات تھے وہی سمجھ سکتی تھی بس۔۔۔۔

نماز اور شکرانے کے نفل پڑھ کر وہ گھر چلی گئی۔

خوشخبری رائلٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

اگلے ہی دن وہ اپنے شوہر کے ساتھ عمرہ کے لیے مکہ کی طرف رواں دواں تھی۔
پہاڑوں کو دیکھ کر وہ سوچ رہی تھی۔ کہہ
یہ چودہ سو سال سے یہاں کھڑے ہیں۔ اور
کتنے خوش قسمت ہیں کہ انہوں نے میرے نبی ﷺ کو دیکھا ہوگا۔
کعبہ پر نظر پڑتے ہی اس کے ایک بار پھر وہی جذبات تھے۔
وہ آنسوؤں اور سجدے کے ذریعے اپنے رب کا شکر ادا کر رہی تھی۔
جس نے اس کی لگن تڑپ اور محبت کو منزل بخشی تھی۔
سچ ہے۔۔۔۔۔

لگن سچی ہو تو منزل خود چل کر آپ کے پاس آتی ہے۔
مدینے کو دیکھنے کی خواہش مند وہاں کی مکین بن گئی تھی۔
اسے یاد ہی نہیں تھا کہ اس نے کتنے عمرے کیے ہیں۔
اس کا ہر خواب پورا ہو گیا تھا۔
وہ دیوانی تھی اور مدینے کی پاک گلیاں۔
اسے ماں نے دعا دی تھی۔۔۔

بٹی تیرے نصیب میں ہمیشہ مدینہ ہو۔ اور
وہ مدینے کی ہو کر رہ گئی تھی۔

عمرے کے لیے بچپن سے جوڑے گئے پیسے مشکل وقت میں خلق خدا جہاں جلالہ کو دینے والی کو اللہ جہاں جلالہ کیسے مایوس کر سکتا تھا بھلا۔؟؟؟

اللہ جہاں جلالہ پاک ہم سب کو ایسی لگن اور محبت نصیب فرمائے بار بار اپنے اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے در کی حاضری نصیب کرے۔۔۔ آمین ثم آمین

ختم شد

